قصیدہ

در مدح حضرت فاطمۂ زہرا صلوات اللہ علیہا

سید الادباء خطیب اعظم علامہ سید سبط حسن نقوی فاطر جائسی

مثال آئینہ ہوں دنگ حیرت کا ہے یہ نقشا
کدھر ہے فیض جاری کر دے میری طبع کو دریا

قلم طوبیٰ کا منگوا دے ورق خورشید کا لا دے
سیاہی میں مری حل کر سواد دیدۂ حورا

ورق خور کا سواد دیدۂ حورا جو پاجاؤں
دکھا دوں ہاتھ میں قرطاس لے کر نور کا تڑکا

کشش ایسی زمین صفحۂ قرطاس دکھلائے
اتر آئے فلک سے بن کے ذرہ کوکب زُہرا

شرف ہو بیسویں تاریخ کو کیونکر نہ عالم میں
ہوئی ہیں آج ہی پیدا جناب فاطمہ زہراؑ

نہ باقی تھا کوئی حصہ بھی مشرق میں نہ مغرب میں
ہوئیں مکہ میں گو پیدا مگر یہ نور تھا ہر جا!

ہر اک کی آنکھ خیرہ کرکے نور پاک کہتا تھا
کرو بند آنکھ اپنی میں ہوں نور فاطمہ زہراؑ

جناں سے آئیں دس حوریں بحکم حضرت باری
ہر اک کے ہاتھ میں ابریق و طشت جنت الماویٰ

لئے تھیں ساتھ آب طاہر سرچشمۂ جنت
جھلک سے آب کوثر کی ضیا بھی تھی تہ و بالا

ڈبوئے دیتی تھی گردوں کو موج اس کی تجلی کی
خدا کی شان اس کوزے میں در آیا تھا یہ دریا

یونہی چھلکے گا یہ پانی یونہی تڑپے گا اس کا دل
نہائے قرۃ العین نبی تب ہو جگر ٹھنڈا

زباں اس کی ثنا کیا کر سکے جس کی زیارت کو
جناں کو چھوڑ کر کوثر کا پانی خاک پر اترا

وہ مریمؑ جس کا بیٹا پیشوائے عیسیٔ مریمؑ
وہ بی بی آیۂ تطہیر جس کی شان میں آیا

وہ حورا جس کی خلقت باعث ایجاد جنت تھی
وہ حوا جس کا شوہر لائق تعظیم آدم تھا

اسی کی آسیہ کو آسماں سمجھی زمیں برسوں
اسی سے چرخ گردوں نے یہ گردش کا سبق سیکھا

نہ سکہ اس کی رفعت کا دلوں پر کس طرح بیٹھے
محمدؐ سا نبی جس کے لئے تعظیم کو اٹھا

وہ ماں جس نے تمامی عورتوں سے پہلے عالم میں
رسول حق کے ہاتھوں زیور اسلام و دیں پہنا

خدیجہ طاہرہؑ جس نے نباہی یوں پیمبرؐ سے
کہ اپنی زندگی بھر تو نہیں بھولے شہ والا

پدر وہ جس کے نام پاک سے کرسی کو زینت ہے
نگیں جس کا سلیماں سے سوا اقلیم میں نکلا

نوٹ:- علامہ نے یہ قصیدہ چودہ برس کی عمر میں کہا تھا۔

وہ زور آور کہ جس نے پشت گیتی پر کھڑے ہو کر
سپر کو بدرؔ کی انگشت کی تلوار سے کاٹا
شب معراج ہے جس کی ثنا کا اک لکھا دفتر
صباح گلشن فردوس جس کے نور کا جلوا
وہ شوہر نام جس کا مصحف ناطق ہے عالم میں
بحکم رب جو گھر میں حق کے قرآں کی طرح اترا
وہ گردوں آستاں، جس نے برائے طاعت یزداں
اشاروں میں نگہ کی طرح سے خورشید کو پھیرا
وہ بیٹے گوشوارے ہیں جو گوش عرش اعظم کے
وہ دُر ایسے جو دو ہونے پہ بھی تھے دہر میں یکتا
وہی سردار ٹھہرے خلد کے سب نوجوانوں کے
نہ نکلا خلد میں کوئی حسینؑ ایسا حسنؑ ایسا
ہوئے دونوں امام اک فاطمہ کے شیر پینے سے
بیاض شیر میں شامل مگر نور امامت تھا
انہیں بیٹوں کی یہ ماں ہے میں جنکی مدح کرتا ہوں
یہ دونوں جس کے موتی ہیں وہیں کوثر ہے یہ دریا
جہاں میں آ کے بھی جنت کے باشندوں میں شامل ہیں
جبھی تو مصطفیؐ فرماتے تھے انسیۂ حورا
رسول اللہ کا انداز تھا بیٹی کے چلنے میں
جدھر سے خلق غافل تھی اسی جانب کو تھا سایا
فلک کے اوج کو نسبت ہے کیا زہراؑ کی رفعت سے
ہے گردوں سے کہیں اونچا نبی کی آنکھ کا تارا
ثنا بیٹی کی احمدؐ کر گئے جو بس وہی حق ہے
حجاب نور حائل ہے نظر آتا ہے مجھ کو کیا
سفینہ فکر کا ساحل تلک فاطرؔ نہ آئے گا
یہ کشتی روک بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا

قطعات

مولوی سید رضا محمد

اجمال نبوت کی تفصیل نہ ہو پاتی
احکام الٰہی کی تعمیل نہ ہو پاتی
شامل صف نسواں میں ہوتیں نہ اگر زہرا
تبلیغ رسالت کی تکمیل نہ ہو پاتی

یہ تو ظاہر ہے کہ تھیں احمدؐ کی دختر فاطمہؑ
غور کیجئے تو ملیں گی دیں کی رہبر فاطمہؑ
گہہ دعا سے گہہ ردا سے گہہ عمل گہہ صبر سے
عمر بھر کرتی رہیں کار پیمبرؐ فاطمہؑ

رضاؔ جائسی

یوں تو گھر بیٹھے ہی دیں ملنے کا دستور نہیں
ہاں مگر قدرت حق اس میں بھی مجبور نہیں
رہن ہو خانۂ شمعوں میں ردائے زہرا
کفر ایماں سے بدل جائے تو کچھ دور نہیں

کہئے تصدیق کا بہتر ہے یہ عنواں کہ نہیں
اب بھی مانے گا اسے مرد مسلماں کہ نہیں
جس کی لونڈی دے ہر اک بات کا قرآں سے جواب
بولئے اس کے گھرانے کا ہے قرآں کہ نہیں